سلسلہ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لیمیٹڈ امرتسر

نمبر ۴۲

یورپ اور قرآن

یعنی

قرآن کے فلسفہ و حکمت و اخلاق کی نسبت
یورپ کی کیا رائے ہے اور اس عظیم الشان
قانون کو علمی دنیا کس نظر سے دیکھتی ہے

تالیف

نواب اعظم یار جنگ بہادر مولوی چراغ علی صاحب مرحوم

سنہ ۱۹۱۰ء

مطبوعہ نولکشور سٹیم پریس لاہور

تعداد جلد ۲۰۰

منتخب اور مقبول لٹریچر

وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر کی علمی و ادبی و تاریخی جدید کتابیں

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
سیاحت ہند	حافظ عبدالرحمن سیاح بلاد اسلامیہ	عما / ۸
تاریخ عرب قدیم	مولانا عمادی	۸ /
عیسیٰ اور صلیب	نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم	۱ /
احسان عام	″	۱ /
اسلام	نواب محسن الملک مرحوم	۲ /
حقیقت السحر	سرسید و نواب اعظم یار جنگ مرحوم	۳ /
خطبات احمدیہ	سرسید مرحوم	۳ / عہ /
حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا	مولانا عنایت رسول چڑیا کوٹی و نواب اعظم یار جنگ مرحوم	۲ /
غذائے انسانی	مولانا عبدالماجد	۳ /
تعلیم نسواں	شیخ مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لار	۳ /
اسلامی تمدن کا اثر ہندوستان پر	مولانا شبلی	۱۲ /
آثار خیر	منشی سعید احمد	۹ /

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زحافظانِ جہاں کس چو بندہ جمع نہ کرد
لطایف حکما با کتاب قرآنی (حافظ)

ا۔ مندرجہ ذیل فہرست سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بارھویں صدی عیسوی سے اس زمانہ تک ممالک جرمن و فرنچ۔ روم کبیر اور انگلستان میں ہر طبقہ کے عالموں نے قرآن مجید کے ترجمے کرنے اور اس سے اقتباس نور یا اِحقاق حق میں ہمیشہ اہتمام اور کوشش بلیغ کی ہے ÷

(۱) رابرٹ ردٹن این سس Robertus Retenensis ... لاطن .. ۱۱۴۳ء

(۲) اندریا اراوابینی Andria Arravabene. .. اطالیہ

(۳) جوھاناس انڈریاس[1] Johannes Andreas. اروگونین سنہ ۱۵۰۰ صدی

(۴) انڈریو ڈورائیر Andrew du Ryer. .. فرینچ - سنہ ۱۶۰۰ء

(۵) الگزینڈر راس[2] Alexander Ross. . انگریزی

(۶) لیوس مراکشی Lewis Maracol. -- لاطن سنہ ۱۶۹۸ء

(۷) جارج سیل George Sale. .. انگریزی سنہ ۱۷۳۴ء

(۸) سیواری Savary. .. فرینچ سنہ ۱۷۸۳ء

(۹) میگرلن Megerlin. .. جرمن سنہ ۱۷۷۲ء

(۱۰) واھل Wahl. .. ایضاً سنہ ۱۸۲۸ء

(۱۱) گارسن ڈی ٹاسی Garsin de Tasy. ... فرینچ سنہ ۱۸۲۹ء

(۱۲) کاسمرسکی Kasimirski. .. ایضاً سنہ ۱۸۴۰ء

(۱۳) اُلمان Ullmann. .. جرمن سنہ ۱۸۴۰ء

(۱۴) راڈویل J. M. Rodwell, M. A .. انگریزی سنہ ۱۸۶۲ء

۳ - ممالک یورپ کے مطبوعہ نسخے قرآن مجید کے یہ ہیں :-

(۱) اسکندر پگینینی[3] Alexander Paganini مقام وینس سنہ ۱۵۱۵ء

(۲) ابراہام ہنکلیمن Abraham Hinckleman. .. ہمبرگ سنہ ۱۶۹۴ء

(۳) فلیوگل Flugel .. لیپسہ سنہ ۱۸۳۸ء

[1] یہ شخص پہلے ایک مسلمان فقیہہ تھا پھر سنہ ۱۴۸۷ء میں شہر ویلنشیا صوبہ اندلس میں عیسائی ہوگیا اس نے کتب احادیث کا بھی ترجمہ کیا تھا ؛

[2] الگزینڈر راس نے اس کو ڈورائیر کے ترجمہ سے ترجمہ کیا تھا ؛

[3] یہ نسخہ پوپ کے حکم سے جلا دیا گیا اور اب اس چھاپے کی ایک نقل بھی کسی کتب خانہ میں نہیں ؛

اور فلوحل کی تخریج الآیات جرمن میں سنہ ۱۸۴۲ء میں چھپی اور فی الحال
مسٹر پنیر الس کی تصنیف میں سے کتاب **سلک البیان فی مناقب القرآن**
لندن میں چھپی۔ اس کتاب کا موضوع یہ ہے کہ لغات قرآن ایک جا جمع
کئے گئے ہیں +

۳۔ جرمن اور فرنچ یا اطالیہ اور انگلینڈ میں مسلمانوں کی طرف سے
واعظ اور وفود (مشنری) اور معلّم کبھی نہیں بھیجے گئے کہ انھوں نے ان
ملکوں میں برسوں قرآن کا وعظ کیا ہو اور اسکے محاسن اخلاق اور معرفت اور
حقیقت کی باتوں کو مشہور کیا ہو بلکہ قرآن نے خود ہی اپنی آلہی تاثیر سے
اُن ملکوں میں جہاں سب اس کے منکر یا اس سے ناواقف تھے اپنی تجلّی
کی۔ اور اپنے مضامین حقیقت آگین اور زبان معجز بیان سے وہاں کے
اہل دل اور قلب سلیم والوں میں ایک تحریک پیدا کی اور ان لوگوں نے
اس سے اقتباس کر کے اپنے خیالات کو بھی منور کیا اور نیز علم معانی و
بیان کی نظر سے اس کو اپنا مقتدا ٹھیرایا +

کیا جرمن کے مصلحان دین عیسوی خصوصاً لوتھر مقدّس پر غل نہیں
مچا کہ یہ لوگ در پردہ اسلام کو پھیلانا چاہتے ہیں ؟ کیا اسلام (یا قرآن)
اور لوتھر کے اصول بُت شکنی کو شیخ المشایخ ماکشی نے باہم مطابق نہیں
بتلایا ؟ کیا اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ نے
لوتھر کے دل پر کچھ اثر نہیں کیا ؟

۴۔ اس قدر فرصت اور سامان تو مہیّا نہیں کہ ان سب ترجموں
کے حسن و قبیح کا حال لکھا جاوے مگر کسی قدر چند ترجموں پر نظر ضرور ہے +
دولت فرنچ کی طرف سے اندر و ڈورانیر سلطنت مصر میں

قونسلوس تھا چونکہ عربی و ترکی سے ماہر تھا اس نے فرانسیسی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ گو یہ ترجمہ روٹن ان سس کے لاطن ترجمہ سے بہت افضل اور فایق تھا مگر پھر بھی غلطیوں سے محفوظ نہ تھا مسٹر سیل کہتے ہیں کہ اس کے ہر صفحہ میں غلطیاں ہیں اور اکثر تبدل و حذف و زیادتی کی ایسی خطائیں ہیں کہ اس قسم کی تصنیف میں معاف و معذور نہیں ہو سکتیں ✦

there being mistakes in every page, besides frequent transpositions, omissions, and additions, faults unpardonable in work of this nature,"—G. Sale.

سیواری جو ایک اور فرانسیسی مترجم قرآن ہے اس ترجمہ کی نسبت کہتا ہے کہ " اگر قرآن جو تمام مشرقی ملکوں میں عبارت کے کمال اور قوت خیال کے مجد و اجلال میں اعلیٰ مرتبہ پر ہے ڈو رائر کے ترجمہ میں ایک نثر غیر منتظم و بے رونق جس کے پڑھنے سے طبیعت کو ماندگی آوے معلوم ہو تو یہ الزام اس طرز پر ہے کہ جس طور سے اس کو ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب (قرآن) زبور داؤد کی مانند جدا جدا آیتوں میں ہے۔ یہ طرز تحریر جو نبیوں نے اختیار کی اس غرض سے تھی کہ نثر میں زندہ خیالات اور نظم کے استعارے اور محاورات بیان میں آسکیں۔ ڈو رائر نے بلا لحاظ متن کے سب آیتوں کو ملا دیا اور ان کو اک بیان مسلسل کر دیا اور اس مصیبت کے رفع کرنے کو یا رو تفسیریں اور ہیچکارہ عبارتیں بیچ میں ملا دیں جس سے اس (قرآن) کے خیالات کی شان اور عبارت کی فریبندگی بالکل جاتی رہی اور اصل کی تعریف نا ممکن ہو گئی۔ اس ترجمہ سے کوئی نہیں خیال کر سکتا کہ قرآن عربی زبان میں فرد اور وحید ہے۔" انتہی ✦

"If" says Savary, "the Koran, which is extolled throughout the East for the perfection of its style, and the magnificence of its imager, seems, under the pen of Du Ryer, to be only a dull and tiresome rhapsody, the blame must be laid on his manner of translating. This book is divided into verses, like the Psalms of David. This kind of writing, which was adopted by the prophets, enables prose to make use of the bold terms and the figurative expressions of poetry. Du Ryer, paying no respect whatever to the text, has connected the verses together, and made of them a continuous discourse. To accomplish this mishappen assemblage, he has had recourse to frigid conjunctions and to trivial phrases, which, destroying the dignity of the ideas, and the charm of the diction, render it impossible to recognize the original. While reading his translation, no one could ever imagine that the Koran is the masterpiece of the Arabic language, which is fertile in fine writers; yet this is the judgment which antiquity has passed over it." *

* Sale's translation of the Koran, page 7, note.

۵ - ایک اور بہت مشہور ترجمہ قرآن شریف کا لاطینی زبان میں فادر مراکشی نے لکھا اور حاصل المتن معہ حاشیہ سنہ ۱۶۹۸ء میں چھپا اِس ترجمہ کی نسبت فاضل سیواری کی یہ رائے ہے کہ "اس فاضل راہب نے جس نے چالیس برس ترجمہ اور تردید کرنے میں صرف کئے صحیح طریقہ کا برتاؤ کیا

یعنی اس نے متن کے موافق اس کی آیتوں کی تقسیم کی مگر اس نے ترجمہ لفظی کر ڈالا - اس نے قرآن کے مضمون کو نہیں بیان کیا بلکہ اس کو لاطینی وحشی زبان میں پریشان کر دیا ہے - اور گو اصل عبارت کی سب خوبیاں اس ترجمہ سے جاتی رہیں تاہم اس ترجمہ کو ڈورایر کے ترجمہ پر ترجیح ہے" انتہیٰ +

"Of Maracci's translations Savary says: Maracci that learned monk, who spent forty years in translating and refting the Koran, proceeded on the right system He divided it into verses according to the text; but, neglecting the precept of a great master.

'Nec verbum verbo carabis reddere, fidus interpres,' &c.

He translated it literally. He has not expreesed the ideas of the Koran, but travestied the words of it into barbarous Latin Yet, though all the beauties of the original are lost in this translation, it is preferable to that of Du Ryer."

۶ - ایک رسالہ بھی مسلمانوں کی تردید میں اس ترجمہ کے ہم لخت چھپا تھا - اس کی طرز استدلال کی نسبت مسٹر جارج سیل لکھتے ہیں کہ "جو حاشیے اس نے لگائے وہ تو بڑے فائدے کے ہیں مگر اس کی تردید جس کی وجہ سے کتاب کی ضخامت بہت بڑھ گئی وہ بہت ہی کم یا کسی کام کی نہیں کیونکہ اکثر غیر کافی اور گاہ گاہ گستاخ ہے" +

"The notes he had added are indeed of great use; but his refutations, which swell the work to a large volume, are of little or none at all, being often unsatisfactory, and sometimes impertinent."—G. Sale.

Sale's translation of the Koran, page 8, note,

۷ - ۱۷۳۲ء میں جارج سیل صاحب کا انگریزی ترجمہ قرآن مترجم کی زندگی میں چھپا یہ ترجمہ سب اگلے ترجموں سے زیادہ ترصحیح اور صاف ہؤا اور اس وقت سے تمام اہل تحقیق اور اہل علم میں معتبر اور مشہور رہے مگر اس میں جونقص رہ گیا وہ یہ ہے کہ مترجم نے آیتوں کی تفریق نہیں کی اور تمام کتاب کو ایک بیان مسلسل کر دیا۔ اور یہ ایک بہت بڑا نقص تھا جس کی اہل علم میں بڑی شکایت تھی اور ناواقفوں کو طعنہ کی گنجایش۔ ایک امر کی اور بھی شکایت ریورینڈ راڈویل نے کی ہے کہ سیل نے ترجمہ قرآن میں مراکشی کے تتبع پر تفسیری فقرے بھی متن میں لکھے ہیں۔ (گو ان کو پوری تمیز کے لئے دوسری قسم کے حروف میں لکھا) اور یہ کہ سیکسن کی زبان کے عوض اکثر الفاظ لاطن زبان کے لکھے ہیں +

Sale has, however, followed Maraeci too closely, especially by introducing his paraphrastic comments into the body of the text, as well as by his constant use of Latinized instead of Saxon words."

Revd J. M. Rodwell's translation of the Koran wage XXV.

۸ - اِن ترجموں کے بعد ریورینڈ راڈویل (جو دار العلم کیمبرج سے مخاطب بخطاب افضل العلماء ہیں) کا نیا ترجمہ انگریزی ۱۸۶۱ء میں مشتہر ہؤا۔ اس ترجمہ میں دو باتیں نئی اور لائق تعریف ہیں ایک تو یہ کہ ہر ایک آیت کا ترجمہ بالکل علیحدہ علیحدہ کیا ہے اور ایک ایک عشر پر ہندسہ شمار بھی قائم کیا ہے دوسرے یہ کہ سورتوں کی ترتیب مصحف متعارف کی طرز پر نہیں رکھی بلکہ کسی قدر تاریخ کے اعتبار پر بلحاظ ترتیب نزول جہاں تک معلوم

ہو سکا مرتب کیا +

۹ - سورتوں کی یہ ترتیب بہت قدیم ہے اور غالبًا صرف حجم اور ضخامت کے اعتبار پر ہے مثلاً پہلی سبع طوال (یعنی سات لمبی سورتیں) پھر مئون (یعنی سو سو آیت تک کی سورتیں) پھر مثانی (جن میں سو سو آیتوں سے زیادہ ہیں) پھر مفصل (باقی کی چھوٹی چھوٹی سورتیں) مگر اس ترتیب کی رعایت ضروری نہیں ہے مصحف حضرت علی اور ابن مسعود و اُبیّ کی جُدا جُدا ترتیبیں تھیں +

قال الباقلانی " ان ترتیب السور لا یجب فی الکتابة ولا فی الصلوة ولا فی الدرس والتلقین وانه لم یکن نص ولا حد یحرم مخالفته ولذا اختلف بترتیب المصحف قبل عثمان " مجمع بحار الانوار - تکملہ (ج) ص ۳۳ +

سورتوں کے سیاق اور ترتیب میں غالبًا اہلِ یورپ نے مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ دقیق نظر کی اور باریکیاں نکالیں اور جودت و ذہانت دکھلائی وہ کہتے ہیں کہ اس کی عبارت کہیں تو مجمل دلیر اعلےٰ و افضل جلال سے بھری ہوئی نیز آسان اور باہم متشابہ ہے اور کہیں مفصّل کثیر الفقرات مغلق ملایم اور منشور ہے اور انہیں مختلف[1] کیفیتوں پر یورپین اہلِ تحقیق نے جہاں کہ روایتوں سے تاریخ نزول نہیں ملی ترتیب کی بنا رکھی ہے - دیکھو چمبرس انسائکلوپیڈیا جلد ۵ +

The style varies considerably, sometimes concise and bold sublime and majestic impassionate, fluent and harmonious, obscure, tame and prosy; and on the difference modern investigators have endeavour-

[1] حاشیہ کیلئے دیکھو صفحہ ۹

ed to form a chronological arrangement of the Koran, wherein other dates fail" Chamber's Encycl. Vol. V.

ایک اور محقق عمانوئیل ڈی اُش (اسرائیلی) کہتا ہے کہ عموماً تین تقسیمیں اصل میں ہو سکتی ہیں ایک ابتداء کے زمانہ کے مجاہدات جس کی علامتیں کلام شعر گوئی میں طبیعت کی روانی اور نیچر کے محاسن کا احساس شدت سے بڑی حرارت سے کوہِ آتش فشاں کی مانند دفعتاً بھڑک اٹھنے سے جن کا الفاظ میں منتظم ہونا بھی دشوار ہے۔ پائی جاتی ہے۔ اور زیادہ تر نثر کی عبارت اور نصایح کے احکام بلوغ اور رشد کے زمانہ پر دلالت کرتے ہیں

(حاشیہ ۲)

لے قال الخطابی والتحقیق ان اجناس الکلام مختلفة ومراتبها فی درجات البیان متفاوتة فمنها البلیغ الوصین الجزل ومنها الفصیح القریب السهل ومنها الجائز الطلق الرسل وهذه اقسام الکلام الفاضل المحمود فالاول اعلاها والثانی اوسطها والثالث ادناها وافرها فجاءت بلاغات القرآن من کل قسم هذه الاقسام حصة و اخذت من کل نوع شعبة فانتظم لها بانتظام هذه الاوصاف نمط من الکلام یجمع صفتی الفخامة والعذوبة هما علی الانفراد فی نعوتهما کالمتضادین لان العذوبة نتاج السهولة والجزالة والمقالة۔ یعالجان نوعا من الزعورة مکان اجتماع الامرین فی نظمه مع بنو کل واحد منهما علی الاخر فضیلة خص بها القرآن لیکون آیة بینة صلی اللہ علیہ وسلم۔

اتقان نوع ۶۴ *

اور اوامر و نواہی اور خطبی اور احکام و نصایح کی تکرار اور کتب سابقہ کی اعانت چھوڑ دینا یہ اشارہ کرتے ہیں اقتدار کے حصول کامل اور رسالت کی تکمیل اور تتمیم پر۔ دیکھو رسالہ کوارٹرلے ریویو جلد ۱۲۷ نمبری ۲۵۴ لنڈن ۱۸۶۹ء ٭

"Broadly speaking, three principal divisions may, with psychological truth, be established; the first corresponding to the period of early struggles, being marked by the higher poetical flight, by the deeper appreciations of the beauties of nature, in sudden, most passionate, lava-like outbursts, which seem scarcely to articulate themselves into words.

The more prosaic and didactic warns us of the approach of manhood, while the dogmatising, the sermonising, the reiterations and the abandoning of all Scriptural and Haggadistic help-mates point to the secure possession power, to the consummation and completion of the mission."

THE QUARTERLY REVIEW, VOL. 127 NO. 254, LONDON 1869 Art. "Islam."

مگر ان لوگوں کے یہ خیالات محض قیاسی ہیں عبارتوں کا اختلاف ایسے حالات اور حوادث کا نتیجہ نہیں ہے۔ دیکھو چیمبرس نے اسی مقام پر متصلاً لکھا ہے کہ "ان کوششوں میں کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ جوانی کا کمال کھولت کا زمانہ اور انحطاط جرأت ایسی چیزیں نہیں ہیں جو ایسے آدمی کی تحریریں جیسے محمد (صلعم) سے بآسانی دریافت ہوسکیں" ٭

"But none of these attempts can ever be successful, full manhood approaching age, and declining vigour are not things so easily traced in the writings of a man like Mohammed." Chambers, Ibid.

۱۰- اور بالآخر ان اہل نظر کو اس میں اعتراف کرنا پڑا کہ یہ تبادل یعنی کلام کا ایک حالت سے دوسری حالت کو بدل جانا[1] تیز اور دفعتہً جیسے بجلی کی سی چمک - قرآن کی بڑی سحر بیانیوں میں سے ہے چنانچہ فاضل جرمنی گیٹا کہتا ہے کہ جب کبھی ہم قرآن کو پڑھتے ہیں تو ہمیشہ تازہ معلوم ہوتا ہے اور بتدریج اس کی کشش پائی جاتی ہے - تعجب دلاتا ہے[2] اور بالآخر اپنا فریفتہ کر لیتا ہے[3] دیکھو وہی رسالہ اسی مقام پر +

[1] قال بعضهم الفرق بين التخلص والاستطراد - انك في التخلص تركت ما كنت فيه بالكلية واقبلت على ما تخلصت اليه - وفي الاستطراد تمر بذكر الامر الذي استطردت اليه مرورا كالبرق الخاطف ثم تتركه وتعود الى ما كنت فيه كانك لم تقصده وانما عرض عروضاً - قال وبهذا يظهر ان ما في سورتي الاعراف والشعراء من باب الاستطراد لا التخلص لعوده في الاعراف الى قصة موسى بقوله ومن قوم موسى امة الى آخره - وفي الشعراء الى ذكر الانبياء والامم - ويقرب من حسن التخلص الانتقال من حديث الى آخر تنشيطا للسامع مفصولا بهذا كقوله في سورة ص بعد ذكر الانبياء - هذا ذكر وان للمتقين لحسن مآب - فان هذا القرآن نوع من الذكر لما انتهى ذكر الانبياء وهو نوع من التنزيل اراد ان يذكر نوعا آخر وهو ذكر الجنة واهلها ثم لما

"And it is exactly in these transitions, quick and sudden as lightning, that one of the great charms of the book, as it now stands, consists, and well might Goethe say that, 'as often as we approach it, it always proves repulsive anew, gradually, however, it attracts, it astonishes and, in the end forces into admiration—

"The Quarterly Review," Ibid.

۱۱۔ قرآن کی آیتوں کی ترتیب جس پر یہاں ضمناً گفتگو ہو رہی ہے عجیب حسن اور حکمت سے ہے۔ غیر ملکوں میں جو قرآن کے ترجمہ ہوئے اور اُن میں سے اکثر نے اس کو ایک بیان مسلسل کر دیا اِس وجہ سے اس کا لطف مناسبت وارتباط آیات جاتا رہا اور ترجمہ کے پڑھنے والوں کو ایک بے مزہ پھیکی اُلجھاؤ کی تقریر معلوم ہوئی +

"Une assemblage," says M Karimirski in his preface, "informe et incoherent te preceptes moraux religieux civils et politiques meled' exhortations, de promesses, et de menaces"

فرغم قال هذا وان للطاغين لشر مآب فذكر النار واهلها۔ اتقان نوع ۶۲ ص ۱۴۴ سنہ ۱۲ +

سہ " انا سمعنا قرانا عجبا۔ سورۂ جن +

سہ " وقد قلت فی اعجاز القرآن وجها ذهب عنه الناس وهو صنيعة فی القلوب وتأثيره فی النفوس فانك لا تسمع كلاما غير القرآن منظوما ولا منثورا اذا قرع السمع خلص له الى القلب من اللذة والحلاوة

مگر درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ ہرچند کہ قرآن کا نزول مختلف واقعات اور متفرق اسباب پر ایک عرصہ دراز میں ہوا جن کی وجہ سے اکثر ایسی عبارتیں جو جملۃً واحدۃً نازل ہوئیں مستغنی عن الغیر اور اکثر آیتیں مستقل ہیں اور ایسے فقرات کے باہم انتساق اور ارتباط کی توقع عبث ہے[۵] مگر تاہم اکثر آیات کا ربط خفی اور مناسبت معنوی بڑی حکمت کی ہے اور عموماً مفسرین اس دشوار گذار راہ اور دقیق مرحلہ میں گذر نہیں کیا ہے[۶]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲)

فی حال ذی الروعۃ والمھابۃ فی حال اخر ما تخلص منہ الیہ۔ قال تعالیٰ۔ "لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ و قال اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم" خطابی (علی ما نقل عنہ فی الاتقان ج ۲ ص ۲۵۸)

ومنھا الروعۃ التی تلحق قلوب سامعیہ عند سماعھم والھیبۃ التی تعتریھم عند تلاوتہ وقد اسلم جماعۃ عند سماع الآیات منہ کما وقع بجبیر بن مطعم انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بالمغرب بالطور قال فلما بلغ ھذہ الآیۃ ام خلقوا من غیر شیء ام ھم الخالقون الی قولہ المصیطرون کاد قلبی ان یطیر۔ قال وذالک اول ما وقر الاسلام فی قلبی۔ وقد مات جماعۃ عند سماع آیات منہ (ایضاً ص ۲۶۰)

[۵] "المناسبۃ علم حسن لکن یشترط فی حسن ارتباط الکلام ان یقع فی امر متحد مرتبط اولہ باخرہ فان وقع علی اسباب مختلفۃ لم یقع فیہ ارتباط ومن ربط ذالک فھو متکلف بما لا یقدر علیہ الا بربط رکیک یصان عن مثلہ حسن الحدیث فضلا عن احسنہ فان القران نزل

بقیہ حاشیہ ۵ و حاشیہ ۶ دیکھو صفحہ ۱۴

١٢ - قرآن کی آیات اپنی قرات سے اور نیز واقعات کے لحاظ سے
اور اس وقت کی رسم و عادت کی نظر سے جیسا کہ متفرق متفرق ہوتی تھیں
ویسی ہی اُن کی قرأت تھی اکثر زبانی ہوا کرتی تھی اور سُننے والوں کی جماعت
کے آگے قرآن پڑھ سُنایا جاتا تھا اور اس وجہ سے بہت کچھ باتیں از قسم ندا
و تعجب و سکون و ترتیل یا مد و قصر و استفہام و مبالغہ پڑھنے والے کے حسن ادا
پر موقوف رہتی تھیں۔ اور اس وجہ سے بہت سے الفاظ جن کی کتابت
میں ضرورت ہوتی ہے پڑھ سنانے میں حاجت نہیں پڑتی تھی اور اُس
کا ایسا ایک مذاق ہوتا تھا کہ سُننے والے اُس پر غش کرتے تھے اور وجد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲)

فی نیف وعشرین سنة فی احکام مختلفة شرعت لاسباب مختلفة وما كان
كذالك لا يتأتى ربط بعضه ببعض" - شیخ عزیز الدین بن عبد السلام ؒ
کہ علم المناسبة علم شریف قل اعتناء المفسرین به لدقته
ولمن اکثر منه الامام فخر الدین - اوّل من اظهر علم المناسبة الشیخ ابوبكر
النیشاپوری وكان عزیز العلم فی الشریعة والادب وكان يقول على الكرسی
اذا قری علیه لم جعلت هذه الاٰیة الی جنب هذه وما الحكمة فی جعل
هذه السورة الی جنب هذه السورة وكان يزری علی علماء بغداد بعدم
علمهم بالمناسبة - وقال الامام الرازی فی سورة البقرة ومن تامل فی
لطایف نظم هذه السورة وفی بدایع ترتیبها - علم ان القراٰن كما انه
معجز بحسب فصاحة الفاظه وشرف معانیه فهو ایضاً بسبب ترتیبه
ونظم ایته - ولعل الذین قالوا انه معجز بسبب اسلوبه ارادوا ذالك
الا انی رایت المفسرین معرضین عن هذا اللطایف غیر متنبهین

میں آتے تھے[۱] اور سنگدل مخالف اس کی قرأت میں شور و غل کرتے تھے تاکہ اور لوگ اس پر دل نہ لگاویں[۲] +

راڈویل صاحب دیباچہ ترجمہ قرآن صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں۔

"Aud of the Snras it mnst be remarked that they were intended not for *readers* bat for *haarers*—that they were all promulgated by public *recital*—and that much was left, as the imperfect sentences show, to the manner and suggestive action of the reciter."

The Koran translated by the Revd. J. M. Rodwell, M. A.

یعنی سب سورتیں پڑھنے والوں سے خطاب نہیں کی گئی تھیں بلکہ سُننے والوں سے خطاب کی گئی تھیں اور سب کی سب علیسہ عام میں پڑھی جاتی تھیں اور بہت کچھ (جیسا کہ ناتمام فقروں سے ظاہر ہوتا ہے) پڑھ سنانے والے کے آداب اور طرز ادا پر چھوڑا جاتا تھا +

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴)

لهذه الاسرار ولیس الامر فی هذا الباب الا کما قیل
والنجم تستبصر الابصار صورته
والذنب للطرف لا النجم فی الصغر ۔ اتقان ۶۲

[۱] ان الذین اوتوا العلم من قبله اذا یتلی علیهم یخرون للاذقان سجدا ۔ (اسری)
ویخرون للاذقان یبکون ویزیدهم خشوعا ۔ (ایضاً)

[۲] وقال الذین کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فیه لعلکم تغلبون (حم سجده)

چنانچہ قاری کی اس طرز و انداز اور چیترن کی رعایت پر قرآن مجید میں بھی اشارہ ہؤا ہے +

ونراٰنا فرقناہ لتقراہ علی الناس علی مکث - (اسری ۱۲ع)

یعنی پڑھنے کا وظیفہ کیا ہم نے اُس کو ثابت کرتا کہ تو اُس کو لوگوں پر ٹھیر ٹھیر کے پڑھے اور ورتّلناہ ترتیلاً (فرقان ۳۱) پڑھ سنایا ہم نے اُس کو ٹھیر ٹھیر کر +

اس نکتہ باریک کی رعایت سے ترتیب کی مناسبت اور بہت سی مشکلات کا حل ہونا حاصل ہوتا ہے +

۱۳- قرآن کی کتابت اور حفاظت کا اہتمام جناب پیغمبرؐ کے زمانہ حیات میں اُس شان اور نگہداشت سے ہوتا تھا کہ ایک جماعت صحابہ کلمات وحی کو لکھتی تھی اور دوسری جماعت اُس کے حفظ کرنے پر[1] متعین اور بہت سے اصحاب حافظ اور جامع ہی تھے چنانچہ تمام قرآن جتنا کہ اب موجود ہے جناب پیغمبرؐ کے زمانہ میں لکھا جا چکا تھا اور خود قرآن میں متعدد مقامات پر اس کے مکتوب ہونے پر اشارہ اور تصریح ہوئی ہے اور لکھنے والوں کا بھی ذکر ہؤا ہے +

(۱) "کلا انھا تذکرہ"

"فمن شاء ذکرہ"

"فی صحفٍ مکرمہ"

"مرفوعۃ مطھرۃ"

---

[1] "بل ھو اٰیاتٌ بیّنات فی صدور الذین اوتوا العلم" عنکبوت ۵ع

"بایدی سفرۃ"
"کرام بررہ" (عبس ۱۱-۱۶)

یعنی یہ قرآن اک نصیحت ہے۔ پھر جو کوئی چاہے اُس کو پڑھے۔ لکھی ہے ادب کے ورقوں ہیں۔ عالی اور پاک۔ ہاتھوں ہیں لکھنے والوں کے جو معزّز اور نیک ہیں +

یہ بہت قدیم سورۃ ہے۔ اور غالباً ہجرت حبشہ کے پہلے کی ہے۔ یہ زمانہ ابتداء اسلام کا زمانہ تھا اس وقت ہیں کاتبان قرآن کی تعریف اور توثیق ہوئی جس سے قدیم سے اسکی کتابت اور حفاظت کا اہتمام ثابت ہوتا ہے +

(۲) "بل ھو قران مجید"۔
"فی لوح محفوظ" (بروج ۲۱ و ۲۲)

یعنی یہ قرآن ہے بڑی شان کا۔ لکھا ہے تختی ہیں جس کی نگہبانی ہوتی ہے +

لوح کہتے ہیں شانہ کو اور شانہ کی چوڑی ہڈی پر قرآن لکھا جاتا تھا (لوح۔ کتف و ہر چہ پہن باشد از اُستخوان و چوب و تختہ۔ صراح۔ وفیہ ایتونی بکتف و بدوات اکتب لکم کتاباً وھو عظم عریض فی اصل الحیوان کانوا یکتبون فیہ لقلۃ القراطیس عندھم۔ مجمع بحار الانوار)

جس شخص کو سابق کی کتب مقدسہ کی تحریر اور حفاظت کے سامان پر تھوڑی سی بھی اطلاع ہوگی اور جانتا ہوگا کہ بنی اسرائیل ہیں کتب مقدسہ کے لکھنے کا کیا دستور تھا اور اُن پر کیا کیا حادثہ پڑے اور اسکو لفظ "محفوظ" سے بعلم یقینی معلوم ہوگا کہ کس بات کی رعایت رکھی گئی ہے +

یہ سورہ بھی قدیم مکی سورتوں میں سے ہے +

(۳) "وکتاب مسطور"

"فی رق منشور" (طور ۲ و ۳)

یعنی۔ قسم ہے لکھی کتاب کی۔ کشادہ ورق میں۔

سورہ طور بھی مکّی سورت ہے جو قبل ہجرت نازل ہوئی۔ رق کہتے ہیں چمڑے کو جسپر اگلے زمانہ میں کتابیں لکھی جاتی تھیں رق بالفتح پوست آہو کہ بروے نویسند۔ (صراح) رق جلد رقیق یکتب فیہ (قاموس)

قدیم زمانہ میں مصریوں نے کتابت کے واسطے پیپرس کا کاغذ ایجاد کیا۔ اہل مصر اس کاغذ کو جو ایک درخت کے پتوں سے بنایا جاتا تھا پاپو کہتے تھے وہاں سے اہل یونان نے پلیپروس کہنا شروع کیا۔ عبری زبان میں اسے گومی کہتے تھے شاید یہ لفظ قبطی زبان سے لیا گیا ہے کیونکہ وہ لوگ کتاب کی جلد کو گوم کہتے ہیں اور عربی جدید میں اس کا نام بردی ہے پہلے تمام ممالک میں اسی کاغذ پر کتابیں لکھی جاتی تھیں مگر جب یومینوس دوسرے بادشاہ مصر نے پیپرس کا غیر ملک کو جانا بند کر دیا تب شہر برگموس میں (جو ایشیائے کوچک میں بہت آباد او اب اسکی خرابات کا نام برگمہ ہے) چمڑے کا کاغذ بننا شروع ہوا اور اسی شہر کے نام سے معروف ہوا۔ چنانچہ اسی پرگموس کو بگاڑ کے انگریزی میں پارچمنٹ کہتے ہیں۔ سنہ عیسوی سے اِک صدی پیشتر اس چرمی کاغذ کا خوب رواج ہو گیا تھا۔ ہیروڈوٹس نے اپنے زمانہ میں چمڑے کے کاغذ کی کتابوں کا ذکر کیا ہے یہ مورخ تو حضرت عیسٰی علیہ السّلام سے بھی پانچسو برس تخمیناً پیشتر ہوا ہے مگر پلینی نے اس کی ایجاد کی تاریخ ۱۹۶ سال قبل سنہ عیسوی قرار دی +

اس آیت سے قرآن کا مکتوب ہونا تو ظاہر ہے مگر لفظ رَق نے بہت بڑا

فائدہ یہ دیا کہ اس کا چمڑے کے ورقوں پر لکھا جانا ثابت ہوا۔ ہمکو خبر ملی ہے کہ انجیل کے نسخے پیپرس کاغذ پر لکھے جاتے تھے اور چونکہ یہ کاغذ بہت سستا تھا اس لئے بہت ہی بودا اور ناپائیدار تھا اور انجیل کے نسخے دست بدست مومنین میں متداول رہنے سے بہت جلد تلف ہو جاتے تھے (دیکھو چمبرس۔ انسائیکلوپیڈیا۔ آرٹیکل بائبل)، اس لئے قرآن کی بہت زیادہ حفاظت اور ضبط کیلئے اُس کو شروع میں چمڑے کے ورقوں پر لکھتے تھے +

اور روایتیں بھی اسی کی تائید میں ہیں کہ پہلے قرآن قطعات ادیم یعنی چمڑے پر لکھا جاتا تھا علامہ ابن حجر کا قول تفسیر اتقان (نوع ۱۸ ص ۸۴ سنہ ۱۲۸۰) میں منقول ہے۔ انما کان فی الادیم والعسب اولا قبل ان یجمع فی عہد ابوبکرؓ ثم جمع فی الصحف فی عہد ابی بکرؓ کما دلت علیہ الاخبار الصحیحہ المترادفہ +

(۴) "انہ لقرآن کریم"
"فی کتاب مکنون"
"لا یمسہ الا المطہرون" (واقعہ ۷۷-۷۸)

یعنی بیشک یہ قرآن ہے عزت والا لکھا ہوا ہے محفوظ کتاب میں اُس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک ہیں +

اس میں قرآن کی تعریف میں وہی کتابت اور حفاظت بیان ہوئی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے نسخے بکثرت موجود تھے اور عوام میں منتشر تھے۔ اور کتاب مکنون کہتے ہیں اشارہ اسپر کہ کاتبوں کے وہم اور غلط سے محفوظ ہے۔ اور جس شخص کو کاتبوں کی بے احتیاطی غفلت اور خود رائی کی اصلاح جو اُنہوں نے کتب سابقہ کی نقل و کتابت میں کی ہے معلوم ہو اُس کو

البتہ اِن الفاظ کا مکنون اور محفوظ کا بھید اور کاتبوں کی دیانت اور امانت
کی توثیق کی وجہ خوب ظاہر و روشن ہوگی +

(۵) یہ تو مکّہ کی کیفیت تھی اور مدنی آیتوں میں اَور بھی زیادہ قرآن کے
مکتوب ہونے کا ذکر ہے +

"رسول من اللہ یتلوا صحفًا مطھرۃ"

"فیھا کتب قیّمہ" (بینہ ۲ و ۳)

یعنی رسول اللہ کا پڑھتا ہُوا پاک نوشتے جن میں سچّی کتابیں لکھی ہوئی ہیں +

(۶) کئی جگہ قرآن کو کتاب کے لفظ سے یاد کیا ہے +

"ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ" (بقرہ)

"کتاب احکمت ایاتہ" (نساء)

"انزل علیک الکتاب" (نور)

اِن کل آیات پر نظر کرنے سے ظاہر ہے کہ مدینہ میں قرآن کے نسخوں کی
بہت کثرت سے اشاعت ہوگئی تھی اور آپ سے آپ ہی ایسا ہُوا ہوگا کیونکہ
جبکہ مکّہ میں قرآن کے متعدّد نسخے موجود تھے اور ایک جماعت کاتبوں کی
مستعد تھی حالانکہ وہ زمانہ اسلام کی مصیبت کا تھا اور مسلمان بھی کم تھے
اور جبکہ مدینہ میں مسلمانوں کو امن ملا اور تعداد بھی بڑھی تو بالضرور کتابت
کی کثرت اور دُور دُور نسخے منتشر ہوئے ہونگے +

۴ ایک تو اِس وجہ سے کہ عرب میں اکثر لوگ اپنی عادت اور طبیعت
کی وجہ سے نصیحت کی باتوں اور تاریخی حالات کو شعر اور قصیدوں کو حفظ کرنے
کے عادی تھے اور دوسرے اِس وجہ سے کہ قرآن کے عالی مضامین اور عمدہ نصیحتیں
اور خدا کی صفات اور مکارم اخلاق اس زمانہ کے کاہنوں اور شاعروں کے

خیالات سے نہایت عُمدہ اور افضل اور فصاحت و بلاغت میں لاثانی اور بے مثل اور ہمیشہ عجائبات قدرت کا ذکر اس میں پایا جاتا تھا اس جہت سے عرب کے لوگ اُس کو اور بھی پسند کرتے تھے اور عبارت اور مضمون دونوں کی خوبی پر لوٹ جاتے تھے اور اچنبے سے سُنتے اور توجہ سے کان لگاتے تھے پس یہ باتیں اس کی حفظ اور نگہداشت پر علاوہ اسکے زمانہ کی عادت اور رسم کے اور بھی قوی وجہیں ہوئیں +

جناب پیغمبر کی حیات میں تمام جزیرہ عرب میں اسلام مشہور ہوگیا تھا بحر قلزم سے لیکر یمن کے کنارے تک وہاں سے خلیج فارس کے آخر تک اور فرات سے ہوتا ہوا ملک شام کے کنارے کنارے بحر قلزم تک تمام ملک اسلام سے معمور تھا اس میں کثرت سے دیہات اور قصبات آباد تھے اور بحرین یمن نجد و عمان و قبیلہ بنی طے و ربیعہ و قضاعہ و طایف و مکہ و مدینہ وغیرہ شہروں اور بستیوں میں قرآن کی تلاوت اور کتابت بڑی کثرت اور شوق اور احترام اور دینداری سے ہوتی تھی اور ایک ہی متن مصحف سب اطراف میں شایع اور منتشر تھا +

"ذکر السید الاجل المرتضے علم الھدےٰ ذو المجد ابو القاسم علی بن الحسین الموسوی - ان القرآن کان علی عہد رسول اللہ صلعم مجموعًا مولفًا علی ماھو علیہ الآن و استدل علی ذلک بان القرآن کان یدرس و یحفظ جمیعہ فی ذلک الزمان وانہ کان یعرض علی النبیؐ ویتلے علیہ وان جماعۃ من الصحابۃ کعبد اللہ بن مسعود و ابی ابن کعب وغیرھم ختموا القرآن علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم عدت ختمات وکل ذلک بادنی تامل یدل علی انہ کان مجموعًا مرتبًا غیر منشورۃ ولا مبثوث" + (تفسیر مجمع البیان الطبرسی)

"وقال ابو محمد رحمۃ اللہ مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والاسلام قد انتشر وظهر فی جمیع جزیرۃ العرب من مقطع البحر المعروف ببحر القلزم مارًا الی سواحل الیمن کلها الی بحر الفارس الی منقطعۃ مارا الی الفرات ثم علی منقطعۃ وصفیہ الی منقطع الشام الی بحر القلزم وفی هذہ الجزیرۃ من المدن والقریٰ مالا یعلم الا اللہ عزوجل کالیمن والبحرین والعمان والنجد وجبل طی بلاد مصر وربیعہ وقضاعۃ والطایف ومکہ کلهم قد اسلم وبنوا المساجد لیس فیها مدینۃ ولا قریۃ ولا جلہ الاعراب وقد قری فیہ القرآن فی الصلوۃ وعلمہ الصبیان والرجال والنساء وکتب + (کتاب الفیصل لابی محمد ابن حزم الاندلسی)

شیخ محدث حر عاملی رسالہ تواتر قرآن میں لکھتے ہیں "(من) تتبع الاخبار فی تصفح الاثار من کتب الاحادیث والتواریخ وغیر ذلك فانہ یعلم قطعا ان (القرآن) کان فی غایۃ الکثرۃ نقلہ من الناقلین اکثر منهم وانہ مازال یزید وقد تقدم فی کلام سید المرتضیٰ انہ کان مجموعًا مولفًا علے عهد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ ویاتی کثیر مما یدل علی ذلك فظهر انہ بلغ حد المتواتر بل زاد علیہ بمراتب کثیرۃ" +

۱۵ - یورپ کے علماء اور اہل تحقیق نے قرآن کے حفظ وضبط اور کتابت کی تفصیلی کیفیتوں کے بیان میں بہت غلطیاں کی ہیں گو اس کے لفظی تواتر اور تحریف سے محفوظ رہنے کو سب ہی نے تسلیم کیا ہے مگر اکثر یہی سمجھے ہوئے تھے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں قرآن لکھا ہوا نہیں تھا ایک سال بعد انتقال کے جمع ہوا - اور جارج سیل باایں ہمہ کثرت معلومات لکھتے ہیں کہ جبکہ کاتب وحی نئی سورۃ کو لکھ لیتے تو مسلمانوں میں مشتہر کیجاتی اور کئی لوگ تو اس کی نقلیں اپنے

اپنے لئے لکھ لیتے مگر اکثر تو حفظ ہی یاد کرتے تھے اور جب وہ اصل تحریریں واپس آیا کرتی تھیں تو اُن کو بلا ترتیب ایک صندوق میں جمع رکھتے جاتے تھے † +

"**After the new revealed passages had been from the prophet's mouth taken down in writing by scribe they were published to his followers, several of whom took copies for their private use, but the far greater number got them by heart. The originals, when returned, were put promiscuously into a chest.**

G. Sale's Prel. Dis., page 46.

اس میں اگر غرابت ہے تو صرف صندوق کے ذکر میں ہے ورنہ آخر اُن اصلی نوشتوں کی حفاظت کے لئے تو کوئی صورت تجویز کی گئی ہو اور گو کہ ہر ایک وحی کی تحریر میں بظن غالب آلات کتابت کی موافقت اور یگانگت ممکن نہ تھی اور غالباً اصلی تحریریں پیپرس (عسیب) لخاف (نرم پتھر) قطع الادیم (پارچمینٹ) شانہ اور پسلی کی ہڈیوں (بالاکتاف والاضلاع) یا اُونٹ کے پیٹھ پر رکھنے کی لکڑیوں (اقتاب) پر ہوتی تھی تو آخر وہ کہیں جمع تو رہتی ہونگی اور ہر چند کہ بجائے موسوی الواح کے لوح "حوث" کتوبین (شموس $\frac{۳۲}{۱۵}$) جناب پیغمبر اور مسلمانوں کے دل کی زندہ تختیوں پر قرآن نقش ہو جاتا تھا۔ اور نیز مسلمانوں کے پاس سورتوں کی نقلیں اور صحف بھی محفوظ اور مکنون رہتی تھیں مگر ضرور ہے کہ ایک نسخہ خاص اور مصحف نبوی جسپر صحف مکرمہ۔ لوح محفوظ۔ کتاب مسطور۔ رق منشور۔ کتاب مکنون۔ اور صحف مطہرہ کا خصوصاً بھی اطلاق ہوتا تھا جمع رہتا ہوگا گو بعد میں جبکہ قرآن شہرت اور تواتر میں کامل ہو گیا تو اب بعد کے زمانہ میں نہ تو اصلی نوشتوں کی حفاظت کی ضرورت رہی اور نہ کاتبوں کی نوشتوں کی +

۱۶۔ اب ہم متاخرین محققین یورپ کے نتیجہ تحقیق میں چند اقوال

نقل کرتے ہیں +

(۱) سر ولیم میور کی تحقیق ایک امر میں بڑی تعریف کے لایق ہے پہلی جلد مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۶۱ء میں لکھتے ہیں +

Committed to memory by early Moslems.

"But the preservation of the Koran during the life-time of Mahomed was not dependent on any such uncertain archives. The divine revelation was the corner stone of Islam. The recital of a passage formed an essential part of every celebration of public worship; and its private perusal and repitition was enforced as a duty and a privilege, fraught with the richest religious merit. This is the universal voice of early tradition and may be gathered from the revelation itself. The Koran was accordingly committed to memory more or less by *every* adherent of Islam, and the extent to which it could be recited was reckoned one of the chief distinctions of nobility in the early Moslem empire. The custom of Arabia favoured the task. Passionately fond of poetry yet possessed of but limited means and skill in committing to writing the diffusions of their bards, the Arab had long been habituated to imprint them on the living tablets of their hearts.

The recollective faculty was thus cultivated to the highest pitch, and it was applied, with all the ardour of an awakened Arab spirit, to the Koran. Such was the tenacity of their memory, and so great their power of application, that several of Mohamed's followers, according to early tradition, could, during his life-time, repeat with scrupulous accuracy the

entire revelation," The life of Mahomet by W. Muir Esq, Vol 1, page V,

ترجمہ - "مگر محمد (صلعم) کی حیات میں قرآن کی حفاظت صرف ان منفرق تحریروں ہی میں منحصر نہیں تھی۔ یہی وحی الٰہی تمام مسلمانوں کا بنی تھا۔ ہر ایک جماعت عام میں قرآن پڑھنا ضروری تھا اور غلوت میں قرآن کی تلاوت اور ذکر باعث ثواب عظیم تھا۔ یہ مضمون تمام روایات قدیم میں متواتر المعنی ہے اور خود قرآن ہی سے بھی پایا جاتا ہے اسی کے مطابق ہر ایک مسلمان اس کو کم و بیش حفظ کرتا تھا۔ اور مسلمانوں کی قدیم سلطنت میں جو شخص جس مقدار تک قرآن پڑھ سکتا تھا اسی اندازہ کے موافق اسکی قدر و منزلت ہوتی تھی اور عزت کی رسم سے اس کی زیادہ تائید ہوئی۔ وہ لوگ نظم کے نہایت مشتاق تھے اور فن کتابت کا سامان کافی اُن کے پاس نہ تھا کہ خطبوں کو لکھ رکھتے اس لئے مدت سے وہ لوگ اس کے عادی ہو رہے تھے کہ اشعار و خطب کو اپنے دل کی زندہ تختیوں پر منقش کر رکھتے تھے۔ قوت حافظہ اُن کی انتہا کے درجہ پر تھی اور اس کو وہ لوگ قرآن کی نسبت بکمال سرگرمی کام میں لاتے تھے اُن کا حافظہ ایسا مضبوط اور اُن کی محنت ایسی قوی تھی کہ حسب روایات قدیم اکثر اصحاب محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) پیغمبر کی حیات ہی میں بڑی صحت کے ساتھ تمام وحی کو حفظ پڑھ سکتے تھے +

کتاب سیرت محمدی مصنفہ آنریبل ولیم میور۔ جلد ۱۔ صفحہ ۵۔ مطبوعہ ۱۸۶۱ء

(۲) پھر اسی باب میں لکھتے ہیں +

"However retentive the Arab memory, we should have still regarded with distrust a transcript made entirely from that source But there is good reason for believing that may fragmentary copies, embracing among them the whole Koran or nearly the whole, were made by Mahomet's followers during his life. * * * * * * The ability being thus possessed, it may be safely inferred that what was so indefatigably committed to memory, would be likewise committed carefully to writing,"

W. Muir, Ibid.

یعنی "عرب کا حافظہ کیسا ہی دیرپا کیوں نہ ہوتا ہم اِن تحریروں کو جو صرف یادہی سے لکھی جاتیں ہم بے اعتبار سمجھ لیتے لیکن اس امر کے باور کرنے کی وجہ معقول ہے کہ بہت سی مجزی نقلیں جن میں کل قرآن شامل تھا یا جو تقریباً کل پر محتوی تھیں مسلمانوں نے پیغمبرؐ کی حیات میں لکھ لی تھیں ++ + + جبکہ اِن لوگوں کو لکھنے کی استعداد حاصل تھی تو صحیح نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جو چیز ایسی حفاظت شدید سے یاد کی جاتی تھی وہ اسی طرح بکمال احتیاط لکھی بھی جاتی ہوگی" +

(۳) اور پھر اسی مقام پر متصلاً لکھا ہے۔

Transcriptions of portions of the Koran common among the early Moslems.

"We also know that when a tribe first joined Islam, Mahomet was in the habit of deputing one or more of his followers to teach them the Koran and the requirements of his religion. We are frequently informed

that they carried *written* instructions with them on latter point, and it is natural to conclude that they would provide themselves also with transcripts of the more important parts of the Revelation, especially those upon which the ceremonies of Islam were usually recited at the public prayers. Besides the reference in the Koran itself to its own existence in a written form, we have express mention made in the authentic tradition of Omar's conversion, of a copy of the twentieth Sura being used by his sister's family for social and private devotional reading. This refers to a period preceding, by three or four years, the emigration to Medina. If transcripts of the revelation were made, and in common use, at that early time, when the followers of Islam were few and oppressed, it seems a sure deduction that they multiplied exceedingly when the prophet came to power, and his Book formed the law of the greater part of Arabia."

Sir W. Muir, Ibid.

ترجمہ - ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ جب کوئی قبیلہ مسلمان ہوتا تھا تو محمدؐ (صلعم) کی عادت تھی کہ اپنے اصحاب میں سے کسی ایک یا دو اصحابی کو اُن کے پاس بھیجدیتے تھے تاکہ اُن کو قرآن اور ضروریات دین سکھلاویں اور اکثر خبر ملتی ہے کہ وہ اپنے ساتھ مذہبی امور کی تعلیم کے لئے تحریریں لے جایا کرتے تھے پس لاجرم یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ لوگ قرآن کی ضروری سورتیں بھی ہمراہ لے جایا کرتے ہونگے - بالتخصیص وہ اجزاء قرآن جن پر مذہبی رسوم موقوف تھیں اور جو نمازیں اکثر پڑھی جاتی تھیں - علاوہ اِن تصریحات

کے جو قرآن ہی میں خود اُس کے مکتوب ہونے پر پائی جاتی ہیں اِک صحیح روایت میں جس میں عمر (رضی اللہ عنہ) کے مسلمان ہونے کی کیفیت مروی ہے قرآن کی بیسویں سورت کی نقل کا تذکرہ ہے جو عمر (رضی اللہ عنہ) کی بہن کے گھر میں جو اُن کی ذاتی مصرف کے لئے تھی - یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جو ہجرت سے ۳ یا ۴ برس پیشتر گذرا تو اگر اِس قدر قدیم زمانہ میں قرآن کی نقلیں لکھی جاتی تھیں اور عام تھیں درانحالیکہ مسلمان کم اور مظلوم تھے تو یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ جب پیغمبر صلعم کو فوت ہوئی اور یہ کتاب اکثر ملک عرب کے لئے شریعت قرار پائی تو اس وقت قرآن کے نسخہ کثرت سے بڑھ گئے ہونگے

(ایضاً ص ۹ و ۱۰)

(۴) پھر ایک جگہ صفحہ ۳ کے حاشیہ پر لکھا ہے +

"It is evident that the revelations were recorded, because they are called frequently throughout the Koran itself *kitab*, *i, e,* "the writing" "scripturer"

یعنی یہ بات بدیہی ہے کہ وحی لکھی جایا کرتی تھی کیونکہ خود قرآن میں بارہا اِس کا کتاب نام رکھا گیا ہے +

(۵) اور راڈویل صاحب سورہ قیامہ وطہٰ کی بعض آیات سے استنباط کرتے ہیں کہ شروع ہی سے محمد صلعم نے ایک لکھی ہوئی کتاب کے مشتہر کرنے کا منصوبہ کر لیا تھا +

"We are led to the conclusion that, from the first, Mahomed had formed the plain of promulgating a written book,"

Revd. J. M, Rodwell p. 47.

(۶) لا یمسه الّا المطهرون کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ "یہ آیت اِس امر پر متضمن ہے کہ لااقل قرآن کے اجزاء کی نقلیں عام کے استعمال میں موجود تھیں اور جب عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور انہوں نے اپنی بہن کے ہاتھ سے بیسویں سورہ کی نقل لینی چاہی تب اُن کی بہن نے اسی آیت کا حوالہ دیا تھا" +

"This passage implies the existence of copies of portions at least of the Koran in common use. It was quoted by the sister of Omar when at his conversion he desired to take her copy of Surea XX into his hand."

Revd, Rodwell p. 63.

۱۷- اب یہاں پر ایک شبہ یہ وارد ہوگا کہ جبکہ قرآن جناب پیغمبر ہی کے زمانہ میں سب لکھا گیا اور خود قرآن ہی سے اس کا مسطور و مکتوب ہونا ثابت ہے تو پھر عہد خلافت صدیقؓ میں جمع ہونا کیا معنی اور حضرت عثمانؓ کا جامع القرآن ہونا کیسا +

جواب

حضرت خلیفہ اوّل کے عہد میں قرآن جمع کئے جانے اور اِس سے پہلے اس کا جمع کیا ہؤا نہونے کی خبر منجملہ اخبار احاد ہے جو قطعی اور یقینی حالت کے مقابلہ میں قایم نہیں رہ سکتی۔ اور اِس کی تقریر ایسی مبالغہ آمیز ہے کہ قطعی واقعات کے خلاف ہے۔ پھر اگر اسی طور سے زید ابن ثابت کا قرآن جمع کرنا ہؤا ہوتا تو ضرور مشتہر ہوتا اور بہت سی روایتیں اِس کی پائی جاتیں۔

مگر برخلاف اس کے صحاح میں بہت ہی کم اس کی خبر ملتی ہے۔ خیال کیجئے
کہ یمامہ کی لڑائی بحساب واقدی و ابو معشر ۱۲ھ ہجری کے ربیع الاوّل میں
ہوئی۔ اور بحساب طبری ۱۱ سال اور بقول آخر ۱۱ سال کے آخر میں ہوئی
اور زمانہ خلافت صدیقؓ ۲ برس ۴ مہینے تک مشکل پہونچتا ہے۔ اور زید کی
تتبع و تلاش البتہ اک معتد بہ عرصہ تک رہی ہوگی۔ اور کھجور کے پتے اور پتھر
کے ٹکڑے چمڑے کے ورق۔ تختیاں اور چوڑی ہڈیاں ڈھونڈھنی اور منگوانی
اور حافظوں کو ہر چار طرف سے جمع کرنے میں بہت عرصہ اور نیز شہرہ ہوا ہوگا
تو یہ معاملہ ایسا مشہور ہو جاتا جیسے بدر کا معرکہ اور احزاب کی لڑائی۔ مگر تمام
صحاح کو چھان مارو یہی زید ابن ثابت۔ یحیٰی بن عبدالرحمان۔ لیث بن سعدؒ
ابن شہاب اس کے ناقل پائے جاتے ہیں اور اُن کی روایت ایک اور
شخص کی روایت سے ایک بڑی بات میں مختلف ہے +

میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت صدیقؓ نے خلافت کی حیثیت سے حکماً
یعنی خلافت کی حیثیت سے سرکاری طور پر ایک نسخہ (افیشیل ڈیشن) تمام
وکمال ایک جلد میں زید سے لکھوایا اور دستور العمل خلافت اور ہدایت نامہ
ریاست کے طور پر اس کو رکھا گو وہ پہلے سے بہت لوگوں کے پاس لکھا ہوا
موجود اور دُور دُور کے ضلعوں اور پرگنوں میں مشہور تھا +

میری یہ رائے محقق حارث المحاسبی کے قریب قریب ہے کما قال
فی فہم السنن۔ کتابت القرآن لیست بمحدثۃ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یامر بکتابتہ ولکنہ کان مفرقا فی الرقاع والاکتاف والعسب فانما
امر الصدیق بنسخہا من مکان الی مکان مجتمعا وکان ذلک بمنزلۃ
اوراق وجدت فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہا القرآن

منتشر فجمعها جامع وربطها بخیط حتیٰ لایضیع منها شیٔ" (اتقان نوع ۱۸)
مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ نسخہ تمام وکمال کس چیز پر لکھا گیا غالباً کاغذ
پر ہوگا۔ فی موطا ابن وہب عن مالک عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ
قال جمع ابو بکر القرآن فی قراطیس۔ اور ایسا ہی مغازی ابن عقبہ میں
ابن شہاب سے ہے فکان ابو بکرؓ اول من جمع القرآن فی الصحف۔ مگر
صحف کی اولیت تو غلط ہے کیونکہ پیغمبر صلعم ہی کے زمانہ میں قرآن صحف
میں تھا۔ "رسول من اللہ یتلوا صحفاً مطہرۃ"۔

البتہ اسی نسخہ میں غالباً سورتوں کی ترتیب ایسی ہی کی گئی تھی کہ
پہلے سبع طوال پھر مئون پھر مثانی پھر مفصل جیسے اب تمام جہان کے نسخوں
میں ہے۔

اور حضرت عثمانؓ تو اپنے عہد میں جامع قرآن نہیں ہو سکتے اُنہوں نے
صرف اتنا ہی کیا کہ قرآن معروف کئی ایک نسخے لکھوا کے حکماً اطراف و
جوانب دیارِ اسلام اور فوج کی چھاونیوں میں بھجوا دئیے اور اس وجہ سے
قرآن کی اور بھی زیادہ شہرت اور اشاعت ہوئی۔ یہاں سے حارث
محاسبی نے دادِ تحقیق دی چنانچہ تفسیر اتقان میں منقول ہے "قال الحارث
المحاسبی المشہور عند الناس ان جامع القرآن عثمانؓ ولیس کذلک"۔

مگر یہ واہیات روایت کہ اُنہوں نے کچھ قرآن جلوا بھی دیئے محض
بے ثبوت[۵] ہے۔ یہ بھی واقعہ اسی قسم کا تھا کہ اگر ہوا ہوتا تو بہت مشہور ہوتا
اور بہت اہل مصاحف شکایت کرتے اور ایک بڑی کھلبلی مچ جاتی۔

---

۵ اس روایت کا ایک راوی شیعہ ہے۔

خصوصاً مخالفان عثمان رضی اللہ عنہ تو اُس کو بہت ہی مشہور کرتے مگر باینہمہ تو فردوائی کانوں کان خبر نہیں ہوئی +

اس کے علاوہ اوّل تو اسی میں اختلاف ہے کہ جلانے کا حکم دیا تھا یا پھاڑنے کا۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری تصنیف علامہ ابن حجر عسقلانی میں ہے۔ قولہ وامر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق فی روایۃ الاکثران یخرق بالخاء المعجمۃ وللمروزي بالمھملۃ ورواہ الاصیلی بالوجھین والمعجمۃ اثبت الخ۔ مگر ابن عطیہ کہتا ہے الروایت بالحاء المھملۃ اصح +

پھر ایک بات یہ بھی محل غور ہے کہ ہر ایک حکم سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ تعمیل بھی ہو گیا ہو اور جب تک کہ اُس کے وقوع کی خبریں ایسی ہی جزم اور یقین کے ساتھ نہ سُننے میں آویں تب تک اس امر کے واقع ہو جانے اور تعمیل کئے جانے پر یقین نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً ایسا امر جو حس اور مشاہدہ کے متعلق ہو۔ اور بخاری کی خبر واحد میں صرف امر ہی امر پایا جاتا ہے اور وہ کچھ بھی ثابت نہیں کر سکتا +

بخاری کی شرح کرنے والوں نے (جیسا کہ شرح کرنے والوں کا دستور ہے کہ متن کے متعلق اَور مضامین بھی خواہ مخواہ تلاش کر لاویں گے) اس روایت کی شرح میں دو ایک خبریں جلوائے جانے کی لکھی ہیں جو کسی طرح لائق اطمینان اور قابل قبول نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ ایک روایت تو ایسی ہے کہ بکر بن الاشج صرف قیاساً اور روایت بالمعنی کے طور پر انس کے قول "امر ان یحرق" کو "فامر بجمع المصاحف فاحرقھا" انتہا کمال مبالغہ سے بیان کرتا ہے۔ اور شعیب کی روایت میں (عند ابی داود والطبرانی)

اس قدر عبارت زیادہ ہے "فذلك الزمان احرقت المصاحف بالعراق بالنار" مگر ہم یہ نہیں سمجھتے کہ انس کی یہ روایت کس قسم کی ہے کہ مدینہ میں بیٹھے ہوئے عراق کا حال کہہ رہے ہیں اور مدینہ کے واقعہ کا کچھ ذکر ہی نہیں کرتے غالباً اہل صحاح نے اس جز کو وضعی سمجھ کر طرح دیا ہوگا۔ اور مصعب بن سعد کے طریق سے یہ روایت ہے "ادرکت الناس متوافرین حین احرق المصاحف فاعجبهم ذلك" اور پھر یہی روایت اس طرح پر بھی ہے "ولم ینکر منهم احد" یہ دونوں باہم ایک دوسرے کی تردید کرتی ہیں اور یقیناً دونوں بناوٹ معلوم ہوتی ہیں +

خلاصہ یہ کہ اس روایت خلاف درایت کا ماخذ صرف قولاً یا وہماً اور قیاساً انس ہی تک پہنچتا ہے اور بوجہ خبر واحد اور مختلف فیہ ہونے کے اس کا غیر مفید علم ہونا ظاہر ہے +

۱۸- یہ امر کسیقدر بیان بھی ہوا اور زیادہ بیان کا محتاج بھی نہیں کہ قرآن کے حفظ و کتابت میں ہر ملک اور ضلع کے مسلمانوں نے ہر طبقہ اور صدی میں ایسی کوشش بلیغ کی اور اس کثرت سے اس کے نسخے مشہور اور محفوظ رہے کہ ایشیا میں اقصائے بلاد چین سے یورپ کے اقصائے بلاد اسپین تک اور ممالک افریقہ و دیگر جزائر ایشیا و یورپ میں دو نسخہ بھی مختلف نہ ملینگے اور ایک بھی ایسا غلط لفظ یا سہو کاتب نہ ملیگا جس کی صحت میں حفاظ اور اہل فن کو ذرا بھی تامل ہو۔ تمام جہان میں جہاں دیکھو ایک ہی متن پاؤگے اور اس کا ایسا اتحاد اور ہر ہر نسخہ کی ایسی تعجب انگیز موافقت اور یگانگت بلا مبالغہ ایک اعجاز ہے جسکو منکرین اعجاز بھی مجازاً یا مبالغتاً اعجاز سے منسوب کرتے ہیں۔ تمام بلاد مختلفہ اور امصار دور دست ایشیا و یورپ و افریقہ سب

ملکوں کے حافظوں کے دلوں کی زندہ الواح گویا کہ اس لوح محفوظ کے ایک ہی چھاپے کی لاکھوں ۔ کروڑوں نقلیں ہیں جن میں چودہ سو برس سے آجتک بعینہ ایک ہی عبارت چلی آتی ہے +

مسٹر اڈوارڈ گبن نے ایک مقام پر لکھا ہے :-

and the various editions of the Koran assert the same miraculous privilege of an uniform and uncorruptable text."

E Gibbon. Ch. 50 Vol. 6.

یعنی قرآن کی بہت سی نقلوں سے وہی اعجاز کا سا خاصہ یگانگت اور عدم قابلیت تحریف کا متن ثابت ہوتا ہے " +

(تاریخ رومنۃ الکبرےٰ جلد ۶ باب ۵۰)

سر ولیم میور فرماتے ہیں جلد اوّل صفحہ ۲۷

.........We may, upon the strongest presumption, affirm that every verse of the Koran is the genuine and unaltered composition of Mahomet himself, and conclude with at least a close approximation of the verdict of Von Hammer—

That we hold the Koran to be as surely Mahomets' word, as the Mahometans hold it to be the word of God.

Sir William Muir Vol. 1 p. XXVII.

یعنی نہایت قوی گمان پر ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہر ایک فقرہ قرآن کا صحیح اور بلا تبدیل محمدؐ ہی کا کہا ہوا ہے اور اس کے نتیجہ میں جیسا کہ وان ہیمر نے کہا ہے یہ کہتے ہیں کہ قرآن کو ہم بالیقین ایسا ہی محمدؐ کا کلام سمجھتے ہیں جیسا کہ مسلمان اسکو

کلام الٰہی سمجھتے ہیں +

ہاں ایک جگہ اور لکھا ہے اور وہ بھی خوب لکھا ہے +

" The recension of Othman has been handed down to us unaltered. So carefully, indeed, has it been preserved that there are no variations of importance—we might almost say no variation at all,—among the innumerable copies of the Koran scattered throughout the vast bounds of the empire of Islam. Contending and embittered factions, taking their rise in the murder of Othman himself within a quarter of a century from the death of Mahomet, have ever since rent the Mohometan world. Yet but *ONE KORAN*, has always been current amongst them; and the consentaneous use by all to the present day of the same Scripture, is an irrefragable proof that we have now before us the very text prepared by the commands of the unfortunate Caliph. There is probably in the world no other work which has remained twelve centuries with so pure a text."

Ibid p. XIV and XV.

یعنی عثمان کا نسخہ ہم تک بلا تحریف چلا آیا ہے درحقیقت ایسی احتیاط سے اسکی حفاظت ہوئی ہے کہ قرآن کے بے شمار نسخوں میں جو اسلام کی کثیرالوسعت مملکت میں منتشر ہیں بڑے اختلاف نہیں ہیں - بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ بالکل اختلافات نہیں ہیں - محمد صلعم کی وفات کے بعد ایک چہارم صدی میں قتلِ عثمان کے وقت سے مسلمانوں میں تنازع اور شدید مخالفتیں پیدا ہونے سے مسلمانوں میں پھوٹ پڑ گئی تھی تاہم ان میں ایک ہی قرآن ہمیشہ سے جاری

رہا ہے۔ اور سب میں بالاتفاق اسی ایک ہی قرآن کا استعمال میں رہنا اسبات
کے ثبوت کی ایک لاجواب دلیل ہے کہ ہمارے پاس اب وہی کتاب ہے جو اس
مظلوم خلیفہ کے حکم سے لکھی گئی تھی۔ غالباً دنیا میں کوئی اور ایسی کتاب نہیں
ہے جو بارہ سو برس تک ایسی صحیح المتن رہی ہو" +

۱۹۔ ہماری اگلی کتب مقدسہ کی یہ کیفیت تھی کہ جوں جوں اُن کے نسخے
زیادہ منتشر اور مشتہر ہوتے تھے اختلاف عبارات بھی اسی قدر زیادہ ہوتے
جاتے تھے اور رفتہ رفتہ یہ اختلاف[۵۱] عبارات ایک بحر ذخار اور دریائے ناپیدا
کنار ہو گئے۔ علمائے بنی اسرائیل اور مشائخ مسیحی ہمیشہ اس کے شاکی رہے
اور نسخوں کے دو قبیلہ مشرقی اور مغربی قایم ہو گئے +

توریت کے باب میں عبرانی۔ سامری۔ یونانی نسخوں کا اختلاف فیلو اور
یوسیفس علماء کے زمانہ کی عبارتیں پھر کتب یہود مسل ربوث پرکی الیعاذر
اور قصری کی دوسری طرز کی عبارتیں اور ربی سعدیاس اور رحی کی قرائتیں
اور اُن کے زمانہ کے بعد ابن عزرا۔ یرحی۔ ربی میمونیو دین مرشی (رمبام) اکثر
تھی یہ سب لوگ اختلافوں کے شاکی رہے اور آخر میں میئر لیوی (رابح ۱۲۴۳ء)
عبرانی نسخوں کے اختلافات پر بہت ہی نوحہ زن رہا (دیکھو انسائیکلوپیڈیا
ابراہام برلس ج ۴ س ۱۹ ۱۸۱۸ء) اس زمانہ کے بعد ربانیین یہود نے متن کی
اصلاح پر کمر باندھی ربی یونزا نونے اسی غرض سے سیاست اختیار کی اور
شلومو منورزی نے کتاب منحاث شائی میں خطی نسخوں سے دو ہزار اختلافات
عبارات جمع کئے یہ کیفیت یہود کے معاہدات کی اس وقت کی تھی جبکہ عیسائیوں

[۵۱] توریت میں اختلاف پڑ جانے کی خبر قرآن میں بھی دی گئی ہے۔ "ولقد اٰتینا
موسیٰ الکتاب فاختلف فیہ" ۲۴ ح ۲۰ ع +

میں توریت کی بالکل صحت پر پورا بھروسا تھا۔ اسی سائیکلوپیڈیا میں اُس مضمون کے بعد لکھا ہے۔

"So that at the time when Christians were generally insisting on the perfection of the Hebrew text; the Jews were labouring to correct it, and lamenting its great imperfection in the following terms........."

کہ جس زمانہ میں کہ عموماً عیسائیوں کو متن توریت کی صحت پر اصرار تھا۔ اس وقت یہود اس کی اصلاح میں مشقت کر رہے تھے اور ان الفاظ میں اس کے بڑے نقص پر نوحہ سرائی کرتے تھے۔ الخ +

پھر ۱۷ اور ۱۸ صدی میں مسیحیوں کو بھی اصلاح اختلاف عبارات پر توجہ ہوئی اور یہود سے زیادہ کوشش کی اور ڈاکٹر کنیکاٹ اور ڈی روسی اپنا نام کر گئے۔ مطبوعہ نسخوں میں سے جو پہلے ۱۴۸۸ء میں چھپا تھا اس سے وانڈر ہوفٹ کو دوسرے نسخہ میں جو ۱۷۰۵ء میں چھپا بارہ ہزار جگہ اختلاف کرنا پڑا +

عہد جدید کے نسخوں کے اختلافات بھی جانچے گئے اور بہت سے جرمنی محققوں نے اس میں محنت کی ڈاکٹر میل نے عہد جدید کے چند نسخے جمع کر کے تیس ہزار اختلاف عبارات نشان دیئے (دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا ج ۱۷ لفظ اسکرپچوس دفعہ ۱۳۳)۔ پھر جان جیمس ویطسطین نے مختلف ملکوں میں پھر کے اپنے متقدمین کی نسبت بہت زیادہ نسخے بچشم خود دیکھے اور اُن کی تعداد اختلاف عبارات کی دس لاکھ سے زیادہ ہوئی (ایضاً دفعہ ۱۴۵) اور ڈاکٹر گریسباخ نے ڈیڑھ لاکھ اختلاف عبارات شمار کئے (دیکھو طامس ہارٹ ول ہارن کی کتاب جلد ۱ ب ۲ ف ۳ ص ۱۰۶ اسطیو

فلاڈلفیا ۱۸۳۵ء) حالانکہ کل تعداد انجیل کے نسخوں کی جو کلاً یا جزاً مقابلہ ہوئی تخمیناً پانچ سو نسخوں تک پہونچتی ہے۔ مگر یہ تعداد ان نسخوں کی تعداد کی ایک جزو قلیل ہے جو پبلک اور پرائیویٹ کتب خانوں میں ہیں۔ (ہارن ج ۲ ص ۱۰۰ و ۲ ۱۸۲۵ء) +

گو یہ اختلافات بیحد و بے حساب ہوئے اور زیادہ تتبع اور تفحص پر اور بھی زیادہ ہونگے مگر تاہم اُن سے ان کتابوں کے موضوع و مقصود اور منشاء اصلی کو کم ضرر پہنچا ہے +

لارڈ بولنگ بروک وغیرہ منکروں نے یہ حجت کی تھی کہ اگر یہ کتابیں خُدا کی طرف سے تھیں تو ضرور تھا کہ وہ بعینہ اپنی اسی اصلیت اور اصلی صحت پر باقی رہتیں۔ مگر ڈاکٹر کینکاٹ نے ایسے اعتراضوں کے جواب میں کہا کہ ان کتابوں میں بہت سی غلطیاں پڑ گئیں ہیں تو ان سے جناب باریتعالیٰ کی حکمت پر کوئی حرف نہیں آسکتا کیونکہ معظم امور ہنوز محفوظ اور متیقن بہ ہیں اور ہمیشہ لوگوں نے ان کتابوں سے ہدایت پائی ہے +

بعض اہلِ شوق نے قرآن کے بھی دو چار نسخے مقابلہ کئے اور ان میں کہیں نشرا کو نشرا اور تلکیف کو تکلف یا یرتع ویلعب کو مرتع وملعب پایا مگر یہ اختلاف محض بے حقیقت ہیں کیونکہ کتاب کی غلطی و سہو میں گفتگو نہیں شکایت تو اِس امر کی ہے کہ دو عبارتیں ایسی مختلف پائی جائیں جن میں سچی اور اصلی عبارت کی تمیز دشوار ہو جاوے۔ پس قرآن کے نسخوں کے سہو کاتب کو صحف سابقہ کے اختلاف نسخ سے کچھ نسبت نہیں ہے اور بالآخر سر ولیم میور نے بھی فیصلہ کیا +

"To compare (as the Moslems are fond of doing) their pure text with the various readings of our Scriptures, is to compare things between the history and

essential points of which there is no analogy."

Sir William Muir, Vol. I. p. XV note.

یعنی مسلمانوں کا اپنی خاص کتاب کا ہماری کتب مقدسہ کے اختلاف عبارات سے مقابلہ کرنا ایسی چیزوں کا باہم مقابلہ کرنا ہے جن کے حالات اور اصلی امور میں کچھ بھی مناسبت نہیں ہے۔ انتہیٰ +

۲۰۔ اسی بحث کے متعلق تھوڑا سا حال اُن اخبار احاد ضعیف اور موضوع کا بھی ضرور ہے جنکو بعض نے قرآن کے نقصان یا بعض حروف کے تغیر میں پیش کیا ہے۔ اخبار احاد تو کبھی مفید علم ہوتی ہی نہیں نہ عقل کی راہ سے اور نہ قاعدہ روایت و ضابطہ درایت کی راہ سے خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ قطعیات اور متواترات کے مقابلہ میں ہوں +

علمائے شیعہ میں سے شیخ ابو جعفر طوسی تفسیر تبیان میں ایسی روایتوں کی نسبت لکھتے ہیں۔ "طریقہا الاحاد اللتی لا توجب علماء" اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ فرماتے ہیں۔ "فان الخلاف فی ذٰلک مضاف الی قوم فعلوا اخبار ضعیفۃ ظنوا صحتہا لا یرجع بمثلہا عن العلوم المقطوع علیٰ صحتہ" +

علمائے سنت و جماعت میں سے حکیم ترمذی صاحب نوادر الاصول میں فرماتے ہیں۔ والعجب من ھٰؤلاء الرواۃ احدھم یروی عن ابن عباس انہ قال فی قولہ حتی تستانسوا وتسلموا ھو خطاء من الکاتب انما ھو تستاذنوا وتسلموا وما اری مثل ھٰذہ الروایات الا من کید الزنادقۃ فی ھٰذہ الاحادیث انما یریدون ان یکید والاسلام بمثل ھٰذہ الروایات الخ +

بعضے مستضعفین نے ایسی روایات نقصان کا معارضہ اور طرح پر کیا ہے یعنی جبکہ اِن کا ابطال محققانہ نہ کر سکے اور بنا چاری ایک قسم کا نسخ یعنی منسوخ

منسوخ التلاوۃ ایجاد کیا اور ان خرافات روایات سے یُوں بیچھا چھڑایا اور متاخرین نے اسکو مقلدانہ قبول کیا۔ مگر اہل عقل خوب سمجھتے ہیں کہ یہ محض ایک بے بنیاد بات ہے اور بہت لوگوں نے اس سے انکار بھی کیا ہے۔ تفسیر اتقان میں ہے۔ حکی القاضی ابوبکر فی الانتصار عن قوم انکار ھذا الضرب لان الاخبار فیہ اخبار احاد ولا یجوز القطع علی انزال قرآن ونسخہ باخبار لاحجۃ فیہا +

اس قسم کے نسخ کے بطلان کو ذرا ہم مفصل بیان کریں +

(۱) وہ سب خبریں جن کے غلبۂ وہم سے یہ قسم نسخ ایجاد ہوئی ہے سب اخبار احاد ہیں جن پر کبھی یقین نہیں ہو سکتا +

(۲) اس مسئلہ پر سب اتفاق کرتے ہیں۔ ان القرآن لا یثبت الّا بالتواتر۔ پس یہ بڑی غلطی ہے کہ ان روایتوں کے مذکورات کو قرآن منسوخ التلاوۃ سمجھا جاوے

(۳) جو لوگ نسخ قرآن کو جائز رکھتے ہیں اُنکے مسلک پر نسخ کے جواز کی یہ آیت ہے۔ ما ننسخ من ایۃٍ[ل] او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا۔ پس اسمیں ضرور ہے کہ جو آیت منسوخ ہو اُسکے بدلے میں ایک آیت آنی چاہیے اور جو منسوخ التلاوۃ فرض کی گئیں ہیں اُن کے بدلے کی کوئی آیت نہیں بیان کیجاتی +

۱۲۔ یہ تقریریں کسیقدر مبسوط و مطول ہوگئیں اور گو یہ بھی فائدے سے خالی نہیں مگر اس سے زیادہ مفید مطالب جو ہمارے پیش نظر تھے وہ ہنوز بیان میں نہیں آئے اب ہم انشاء اللہ قرآن کی فصاحت و بلاغت کی حقیقت اور علم و حکمت کی وجوہ اعجاز اور پھر اُسکے محاسن اصلی اور خیر محض کے اصول اور اُسکی فضیلتوں کے بیان میں اہل یورپ کا اعتراف اور مخالفوں کی شہادت بیان نقل کرینگے پھر چند اعتراضات جو بنا بر اصول تمدن و حکمت وارد کئے جاتے ہیں اور بعض مطاعن علمی و فلسفی جو حکمت جدید کی اشاعت اور فلسفہ فرنگ کی ترقی سے پیش آتے ہیں معرض بحث میں آوینگے +

ل ہم نہیں سمجھتے کہ آیۃ کو یہاں اصطلاحی معنوں پر کیوں محمول کیا جاتا ہے لغوی معنے کو ترجیح ہونی چاہیے +

اشاعت اسلام	ماسٹر شیر علی خاں بی۔اے	۸/
حیات صالح	منشی سعید احمد مارہروی	۶/
صلہ رحم	مولانا عبد الحی	۲/
روح کی بیداری	مولانا فدا علیخاں ایم۔اے	۴/
الاسلام	مولوی فتح محمد خاں	۸/
اسلام کی دنیوی برکتیں	نواب اعظم یار جنگ مرحوم	۸/
تقلید وعمل بالحدیث	نواب محسن الملک مرحوم	۸/
الدین یسر	مولانا حالی	۳/
تدبیر	"	۲/
سوانح مولانا روم	مولانا شبلی	عہ
اورنگ زیب عالمگیر	"	۸/
حیات خسرو	منشی سعید احمد	۱۲/
البرامکہ	منشی عبد الرزاق	عا ۸/
تفسیر السموات	سرسید مرحوم	۸/
مسلمانوں کی ترقی وتنزل کے اسباب	نواب محسن الملک مرحوم	۸/
مسلمانوں کی تہذیب	"	۴/
فلسفہ ابن عربی	مولانا عمادی	۲/
ہندو رانیاں		۸/
حضرت سلیمان	نواب اعظم یار جنگ بہادر	۳/

شعر العجم حصہ اول	مولانا شبلی	؏
" حصہ دوم	"	عہ
زیب النساء	"	۱/
جہانگیر	"	۲/
جسمانی تعلیم	خواجہ لطیف احمد بی۔ اے	۴/
شکوہ ہند	مولانا حالی	۲/
غم حسین و محرم کی بدعتیں	مولانا عمادی	۲/
علوم الاسلام	"	عہ
مہدی آخر الزمان	سر سید مرحوم	۳/
کانشنس	"	۱/
ملائکہ و حور و غلمان	نواب محسن الملک مرحوم	۲/
فطرت اور قانون فطرت	"	۳/
رسایل شبلی	مولانا شبلی	عہ
الفاروق	"	ے
معیار الاخلاق	خواجہ غلام الحسنین	۶/
فن شاعری	مرزا سلطان احمد خاں ای۔ اے۔ سی	عہ/
تاریخ القرآن	مولانا اسلم جیراجپوری	عہ/
جہاں آرا بیگم	"	۸/

المشتہر منیجر بک ڈپو وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

مولوی چراغ علی صاحب

یورپ اور قرآن

۱۱۸

۱۹